دیہات میں نماز جمعہ اور ظہر کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کے دن دیہات میں جمعہ کی فرض نماز کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا کیسا ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: حافظ محمد اجمل

جھیک بجڑی، کسواہی ضلع شہڈول (ایم۔ پی۔)

الجواب بعون الملک الوھاب۔

جمعہ کی نماز قائم کرنے کی پہلی شرط شہر ہے اور شہر سے متصل وہ جگہیں جو شہر کی مصلحتوں کے لئے ہوں جیسے گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں اور اسٹیشن وغیرہ بھی شہر کے حکم میں ہیں یعنی وہاں بھی جمعہ قائم کرنا جائز ہے اور اسی طرح وہ بڑی بستی یا ایسی آبادی جہاں اتنے عاقل بالغ مرد ہوں کہ اگر وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں آجائیں تو اس میں نہ سما سکیں تو یہ بھی شہر کے حکم میں ہے اور وہاں بھی جمعہ قائم کرنا درست ہے۔

"المصر وھو ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا وعلیہ فتوی اکثر الفقھا۔"

ترجمہ: شہر سے مراد وہ بستی ہے کہ جس کی سب سے بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف (عاقل، بالغ اور مقیم مرد) نہ سما سکیں۔ اور اسی پر اکثر فقہاء کا فتویٰ ہے۔ (درمختار، ج ۲ ص ۱۳۷، دار الفکر، بیروت)

"وعن ابی یوسف رحمہ اللہ وعنہ انھم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدھم لم یسعھم۔"

یعنی امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک (جامع مصر وہ جگہ ہے) کہ اگر وہاں کے لوگ وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں جمع ہو جائیں تو اس میں نہ سمائیں۔ (ہدایہ)

ان عبارتوں سے واضح ہے کہ اگر کوئی گاؤں یا بستی مذکورہ صفت وکیفیت کا حامل ہے تو اس میں جمعہ جائز ہے وہاں نماز جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا ناجائز وحرام ہے، نہ اکیلا پڑھ سکتا ہے نہ جماعت کے ساتھ کیوں کہ جمعہ ظہر کے قائم مقام ہے جمعہ کے دن۔

چھوٹی بستی اور تھوڑی آبادی والے گاؤں دیہات میں جمعہ قائم کرنا درست نہیں ہے۔

ہدایہ باب صلوٰۃ الجمعہ میں ہے:

"لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا یجوز فی القریٰ۔"

یعنی جمعہ کی نماز شہر کی جامع مسجد یا شہر کی عیدگاہ میں صحیح ہے اور گاؤں میں صحیح نہیں ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ''قریٰ'' یعنی گاؤں دیہات میں جمعہ قائم کرنا درست نہیں ہے جب کہ اس کی آبادی کم ہو۔ لیکن اس کے باوجود اگر ایسے گاؤں میں کافی سالوں سے جمعہ کی نماز قائم ہو تو وہاں کے لوگوں کو بڑی حکمت و دانائی کے ساتھ یہ بات سمجھائی جائے کہ جمعہ کی نماز چھوٹی بستی میں نہیں ہوتی ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا ہی مروی ہے:

''عن ابی عبدالرحمٰن قال قال علی رضی اللہ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع۔''

یعنی حضرت ابوعبدالرحمٰن سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ اور عیدین کی نماز جائز نہیں ہے مگر شہر کی جامع مسجد میں۔ (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۵۱۷۷)

اور امام انہیں بتائیں کہ آپ لوگوں کی بستی بہت چھوٹی ہے یہ شہر کے حکم میں بھی نہیں ہے لہٰذا یہاں جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز فرض ہے اور ظہر اصل ہے اور جمعہ ظہر کے قائم مقام ہے۔ تو اگر لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا نہ ہوں اور ظہر پڑھنے کے لئے راضی ہو جائیں تو انہیں باجماعت صرف ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔

جیسا کہ فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۳ میں ہے:

''من لا تجب علیھم الجمعۃ لبعد الموضع صلوا الظھر بجماعۃ۔''

یعنی جن پر جمعہ واجب نہیں ہے شہر سے دور ہونے کی وجہ سے تو وہ ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔

لیکن اگر کہیں کے لوگ درشت خو اور سخت طبیعت کے مالک ہوں اور وہاں جمعہ بند کرانے سے فتنہ و فساد اور اختلاف و انتشار کا خوف ہو تو انہیں جمعہ کی نماز سے نہ روکا جائے بلکہ انہیں ظہر احتیاطی پڑھنے کی ترغیب دی جائے اگر وہ پڑھ لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان پر سختی نہ کی جائے۔ لیکن انہیں جمعہ کے بعد ظہر کی نماز باجماعت نہیں پڑھانی چاہئے اس لئے کہ اس میں بھی فتنۂ عظیم کا اندیشہ ہے کہ اس سبب سے کہیں لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہو جائیں اور فرضیت جمعہ کا انکار نہ کر بیٹھیں یا استخفاف نماز کے مرتکب نہ ہو جائیں جو کہ کفر ہے (العیاذ باللہ)۔

خلاصہ فتویٰ یہ ہے کہ جہاں جمعہ جائز ہے وہاں صرف جمعہ کی نماز پڑھی جائے اور جہاں جمعہ درست نہیں ہے وہاں صرف ظہر کی نماز پڑھی جائے۔ اور اگر کسی دیہات میں برسوں سے جمعہ قائم ہو تو اس کو اکھیڑا نہ جائے بلکہ ظہر احتیاطی کی تعلیم و ترغیب دی جائے۔ لیکن جمعہ و ظہر کی نماز دونوں باجماعت ادا کرنا قرآن و حدیث اور سلف و خلف کہیں سے کسی سے ثابت نہیں ہے۔

ھٰذَا مَا ظھر لی واللہُ اعلم بالصواب۔